فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ (قرآن)

ماہنامہ

مُحدِّث

لاہور

مدیر:-

حافظ عبدالرحمٰن مدنی

مجلس التحقیق الاسلامی - لاہور ۱۶

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی **مُدیر:** ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہو رہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیرِ بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰روپے **زرِ سالانہ:** ۲۰۰روپے **بیرون ملک:** ۲۰ڈالر

بذریعہ منی آرڈر /بینک ڈرافٹ ۲۰۰ روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔

ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 042 - 3586639 / 35866476 **موبائل:** 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com __ www.kitabosunnat.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین وسیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

magazine.mohaddis.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ محدث لاہور

جلد ۵ / عدد 8، 7

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

آغازِ وحی سے ہجرت تک

یہ مقالہ اپنے عنوان سے بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ نبوت کے ابتدائی ۱۳ برس کی تاریخی جھلک ہے۔ دراصل دعوت و اصلاح کی اسلامی تحریک کے ارتقاء کا ایک مکمل نقشہ بھی پیش کر رہا ہے جسے آج کی زبان میں "تاریخِ انسانیت کے ایک عظیم انقلاب" سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ یہی وہ دورِ عزیمت و استقلال تھا جس نے دنیائے انسانیت کے سامنے کٹھن سے کٹھن حالات میں حق پرستی اور پامردی کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں اور تجدید احیائے دین کی راہوں پر چلنے والوں کے لیے سنگِ میل لگائے ہیں۔

دعوتِ اسلامی کا یہ ابتدائی دور ہمیں بتاتا ہے کہ صحیح تحریک اگرچہ اعلیٰ نصب العین، بلند فکری اور دوسرے تمام نظریات پر علمی برتری کی حامل ہوتی ہے لیکن وہ اپنی جامعیت اور نتیجہ خیزی کی بنا پر فکر و نظر تک محدود نہیں ہوتی بلکہ اس کا اصل مقصود فرد و معاشرہ میں حق کی قوتوں کی انگیخت ہوتی ہے جو عملِ خیر کا موجب بنتی ہیں۔ اس میں علم و معرفت کی اہمیت اسی اعتبار سے ہوتی ہے کہ وہ حق و خیر کے راستوں کی نشاندہی اور باطل سے تمیز کا سبب بنتے ہیں یہی وجہ ہے کہ انبیاء کا ان علاقوں میں مبعوث ہونا ضروری نہیں ہوتا جو علم و فکر کی بالاتری کی وجہ سے سیادت پر فائز ہوں اور نہ ہی انبیاء کی دعوت میں صرف صاحبِ علم و فضل لوگ ہی ملحوظ رہتے ہیں نیز یہ دور ہمیں یہ عقدہ کشائی بھی کرتا ہے کہ انبیاء اگرچہ وحی و عصمت کی بدولت عام انسانوں سے ممتاز ہوتے ہیں جس کی وجہ سے صرف وہی مطاع قرار پاتے ہیں لیکن تبلیغ و دعوت کے میدانوں میں وہ عام لوگوں ہی کی طرح مشکلات سے دوچار رہتے ہیں اور اعلیٰ فطرت انسان کی حیثیت سے ابتلاء و امتحان میں سرفراز نکلتے ہیں۔ اگر نورِ نبوت کے ساتھ ان کی یہ بشریت نظر انداز کر دی جائے تو پھر ان کا دوسروں کے لیے قابلِ اتباع اور نمونہ ہونے کا کوئی معنیٰ ہی نہیں رہتا۔

یہ مقالہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مدظلہ العالی کی تحریروں کی تلخیص ہے اور اسے موجودہ شکل میں ادارہ مطالعہ و تحقیق نے مرتب کیا ہے۔ (ادارہ)

تاریکیوں میں بھٹکنے والی انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے اللہ نے اپنے ایک برگزیدہ بندے کو منتخب فرمایا اور اسے انسانیت کا امام مقرر کیا۔ یہ ذمہ داری آپ ﷺ کو یکایک سونپی گئی اور

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

آپؐ اس کے کسی درجہ میں خواہشمند نہ تھے۔ یہ انتخاب خداوندی تھا کہ آپؐ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا اور ایک عالمگیر دعوت کی ذمہ داریاں آپ کو سونپ دی گئیں۔ آپؐ کے حاشیۂ خیال میں بھی اس کا ارادہ یا خواہش تو درکنار اس کی توقع تک کبھی نہ گذری تھی، بس یکایک راہ چلتے انھیں کھینچ بلایا گیا اور نبی بناکر وہ حیرت انگیز کام ان سے لیا گیا جس کا کوئی نقش آپؐ کی سابق زندگی میں نظر نہیں آتا۔ مکہ کے لوگ یہ جانتے تھے کہ غارِ حرا سے جس روز آپ نبوّت کا پیغام لے کر اُترے اس سے ایک دن پہلے تک آپؐ کی زندگی کیا تھی، آپؐ کے مشاغل کیلئے تھے، آپ کی بات چیت کیا تھی، آپؐ کی بات چیت کے موضوعات کیا تھے آپؐ کی دلچسپیاں اور سرگرمیاں کس نوعیت کی تھیں۔ یہ پوری زندگی صداقت، دیانت، امانت اور پاک بازی سے لبریز ضرور تھی، اس میں انتہائی شرافت، امن پسندی، پاسِ عہد، ادائے حقوق اور خدمتِ خلق کا رنگ بھی غیر معمولی شان کے ساتھ نمایاں تھا۔ مگر اس میں کوئی چیز ایسی موجود نہ تھی، جس کی بنا پر کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ خیال گذر سکتا ہو کہ یہ نیک بندہ کل نبوّت کا دعویٰ لے کر اٹھنے والا ہے۔ آپؐ سے قریب ترین ربط و ضبط رکھنے والوں میں آپؐ کے رشتہ داروں اور ہمسایوں اور دوستوں میں کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ آپؐ پہلے سے نبی بننے کی تیاری کر رہے تھے۔ کسی نے ان مضامین اور مسائل اور موضوعات کے متعلق کبھی ایک حرف تک آپؐ کی زبان سے نہ سُنا جو غارِ حرا کی اس انقلابی ساعت کے بعد یکایک آپؐ کی زبان پر جاری ہونے شروع ہو گئے۔ کسی نے آپ کو وہ مخصوص زبان اور وہ الفاظ اور اصطلاحات استعمال کرتے نہ سنا تھا جو اچانک قرآنِ پاک کی صورت میں لوگ آپؐ سے سننے لگے۔ کبھی آپ وعظ کہنے کھڑے نہ ہوتے تھے۔ کبھی کوئی دعوت اور تحریک لے کر نہ اٹھے تھے، بلکہ کبھی آپؐ کی سرگرمی سے گمان تک نہ ہو سکتا تھا کہ آپؐ اجتماعی مسائل کے حل یا مذہبی اصلاح یا اخلاقی اصلاح کے لیے کوئی کام کرنے کی فکر میں ہیں اس انقلابی ساعت سے ایک دن پہلے تک آپؐ کی زندگی ایک ایسے تاجر کی زندگی نظر آتی تھی جو سیدھے سادھے جائز طریقوں سے اپنی روزی کماتا ہے۔ اپنے بال بچوّں کے ساتھ رہتا ہے۔ مہمانوں کی تواضع، غریبوں کی مدد اور رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک کرتا ہے اور کبھی کبھی عبادت کرنے کے لیے خلوت میں جا بیٹھتا ہے ایسے شخص کا ایک عالمگیر زلزلہ ڈال دینے والی خطابت کے ساتھ اٹھنا، ایک انقلاب انگیز دعوت شروع کر دینا، ایک نرالا لٹریچر پیدا کر دینا، ایک مستقل فلسفہ حیات اور نظامِ فکر و اخلاق و تمدن لے کر سامنے آجانا اتنا بڑا تغیر ہے جو انسانی نفسیات کے لحاظ سے کسی بناوٹ اور تیاری اور ارادی کوشش کے نتیجہ میں قطعاً رونما نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ ایسی ہر کوشش اور تیاری بہرحال تدریجی ارتقاء کے مراحل سے گذرتی ہے اور یہ مراحل ان لوگوں سے کبھی مخفی نہیں رہ سکتے جن کے درمیان آدمی شب و روز زندگی گذارتا ہو۔ اگر آنحضرت

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ان مراحل سے گزری ہوتی تو مکہ میں سینکڑوں زبانیں یہ کہنے والی ہوتیں کہ ہم نہ کہتے تھے کہ یہ شخص ایک بڑا دعویٰ لے کر اٹھنے والا ہے لیکن تاریخ شاہد ہے کہ کفارِ مکہ نے آپؐ پر ہر طرح کے اعتراضات کیے مگر یہ اعتراض کرنے والا ان میں کوئی ایک بھی نہ تھا۔

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا

پھر یہ بات کہ آپؐ خود بھی نبوت کے خواہشمند، یا اس کے لیے متوقع اور منتظر نہ تھے بلکہ پوری بے خبری کی حالت میں اچانک آپؐ کو اس معاملہ سے سابقہ پڑا، اس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے جو احادیث میں آغازِ وحی کی کیفیت کے متعلق منقول ہوا ہے۔ جبریلؑ سے پہلی ملاقات اور سورۂ علق کی ابتدائی آیات کے نزول کے بعد آپؐ غارِ حرا سے کانپتے اور لرزتے ہوئے گھر پہنچتے ہیں، گھر والوں سے کہتے ہیں کہ "مجھے اڑھاؤ۔ مجھے اڑھاؤ"۔ کچھ دیر کے بعد جب خوف زدگی کی کیفیت دور ہوتی ہے تو اپنی رفیقِ زندگی کو سارا ماجرا سنا کر کہتے ہیں کہ "مجھے اپنی جان کا ڈر ہے"۔ وہ فوراً جواب دیتی ہیں "ہرگز نہیں۔ آپؐ کو اللہ کبھی رنج میں نہ ڈالے گا۔ آپ تو قرابت داروں کے حق ادا کرتے ہیں، بے بس کو سہارا دیتے ہیں، بے زر کی دستگیری کرتے ہیں۔ مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں۔ ہر کارِ خیر میں مدد کے لیے تیار رہتے ہیں"۔ پھر وہ آپؐ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس جاتی ہیں جو ان کے چچا زاد بھائی اور اہلِ کتاب میں سے ایک ذی علم اور راستباز آدمی تھے۔ وہ آپؐ سے سارا واقعہ سننے کے بعد بلا تامل کہتے ہیں کہ "یہ جو آپؐ کے پاس آیا تھا۔ وحی ناموس (کارِ خاص پر مامور فرشتہ) ہے جو موسیٰؑ کے پاس آیا تھا۔ کاش میں جوان ہوتا اور اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی"۔ آپؐ پوچھتے ہیں "کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟" وہ جواب دیتے ہیں "ہاں، کوئی شخص ایسا نہیں گذرا کہ وہ چیز لے کر آیا ہو، جو آپ لے کر آئے ہیں اور لوگ اس کے دشمن نہ ہو گئے ہوں"۔

یہ پورا واقعہ اس حالت کی تصویر پیش کر دیتا ہے جو بالکل فطری طور پر یکایک خلافِ توقع ایک انتہائی غیر معمولی تجربہ پیش آجانے سے کسی سیدھے سادھے انسان پر طاری ہو سکتی ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے نبی بننے کی فکر میں ہوتے، اُپنے متعلق یہ سوچ رہے ہوتے کہ مجھ جیسے آدمی کو نبی ہونا چاہیے اور اس انتظار میں مراقبے کر کر کے اپنے ذہن پر زور ڈال رہے ہوتے کہ کب کوئی فرشتہ آتا ہے اور میرے پاس پیغام لاتا ہے تو غارِ حرا والا معاملہ پیش آتے ہی آپؐ خوشی سے اچھل پڑتے اور بڑے دم دعوے کے ساتھ پہاڑ سے اُتر کر سیدھے اپنی قوم کے پاس پہنچتے اور اپنی نبوت کا اعلان کر دیتے۔ لیکن اس کے برعکس یہاں حالت یہ ہے کہ جو کچھ دیکھا تھا اس پر ششدر رہ جاتے ہیں۔ کانپتے اور لرزتے گھر پہنچتے ہیں۔ لحاف اوڑھ کر لیٹ جاتے ہیں۔ ذرا دل ٹھہرتا ہے تو چپکے سے بیوی کو بتاتے ہیں کہ آج غار کی تنہائی میں مجھ پر یہ حادثہ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

گذرا ہے، مجھے اپنی جان کی خیر نظر نہیں آتی - یہ کیفیت نبوت کے کسی امیدوار کی کیفیت سے کس قدر مختلف ہے، پھر بیوی سے بڑھ کر شوہر کی زندگی، اس کے حالات اور اس کے خیالات کو کون جان سکتا ہے، اگر ان کے تجربے میں پہلے سے یہ بات آئی ہوتی کہ میاں نبوت کے امیدوار ہیں اور ہر وقت فرشتے کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں، تو ان کا جواب ہرگز وہ نہ ہوتا جو حضرت خدیجہؓ نے دیا - وہ کہتیں میاں گھبراتے کیوں ہو، جس چیز کی مدت سے تمنا تھی وہ مل گئی، چلو اب پیری کی دکان چمکاؤ، میں بھی نذرانے سنبھالنے کی تیاری کرتی ہوں" مگر وہ پندرہ برس کی رفاقت میں آپؐ کی زندگی کا جو رنگ دیکھ چکی تھیں اس کی بنا پر انھیں یہ بات سمجھنے میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہ لگی کہ ایسے نیک اور بے لوث انسان کے پاس شیطان نہیں آسکتا نہ اللہ اس کو بُری آزمائش میں ڈال سکتا ہے، اس نے جو کچھ دیکھا ہے وہ سراسر حقیقت ہے -

اور یہی معاملہ ورقہ بن نوفل کا بھی ہے - وہ کوئی باہر کے آدمی نہ تھے بلکہ حضورؐ کی اپنی برادری کے آدمی تھے اور قریب کے رشتے سے برادرِ نسبتی تھے - پھر ایک ذی علم عیسائی ہونے کی حیثیت سے نبوت اور کتاب اور وحی کو بناوٹ اور تصنّع سے ممیّز کر سکتے تھے - عمر میں بڑے ہونے کی وجہ سے آپؐ کی پوری زندگی بچپن سے اس وقت تک ان کے سامنے تھی - انھوں نے بھی آپؐ کی زبان سے حِرا کی سرگذشت سنی تو فوراً کہہ دیا کہ یہ آنے والا یقیناً وہی فرشتہ ہے جو موسیٰؑ پر وحی لاتا تھا کیونکہ یہاں بھی وہی صورت پیش آئی تھی جو حضرت موسیٰؑ کے ساتھ پیش آئی تھی کہ ایک انتہائی پاکیزہ سیرت کا سیدھا سادا انسان بالکل خالی الذہن ہے - نبوت کی فکر میں رہنا تو درکنار، اس کے حصول کا تصوّر بھی اس کے حاشیۂ خیال میں کبھی نہیں آیا ہے اور اچانک وہ پورے ہوش و حواس کی حالت میں علانیہ اس تجربے سے دوچار ہوتا ہے - اسی چیز نے ان کو دو اور دو چار کی طرح بلا ادنیٰ تامّل اس نتیجہ تک پہنچا دیا کہ یہاں کوئی فریبِ نفس یا کوئی شیطانی کرشمہ نہیں ہے، بلکہ اس سچّے انسان نے اپنے کسی ارادے اور خواہش کے بغیر جو کچھ دیکھا ہے وہ دراصل حقیقت ہی کا مشاہدہ ہے -

یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ایسا بیّن ثبوت ہے کہ ایک حقیقت پسند انسان مشکل ہی سے اس کا انکار کر سکتا ہے - اسی لیے قرآن میں متعدد مقامات پر اسے دلیلِ نبوت کے طور پر پیش کیا گیا ہے، مثلاً سورۂ یونسؑ میں فرمایا ہے :

"اے نبیؐ ان سے کہو کہ اگر اللہ نے یہ نہ چاہا ہوتا تو میں کبھی یہ قرآن تمہیں نہ سناتا - بلکہ اس کی خبر تک تم کو نہ دیتا آخر میں اس سے پہلے ایک عمر تمہارے درمیان گزار چکا ہوں، کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے"۔ (رکوع - ۲)

magazine.mohaddis.com

اور سورۂ شوریٰ میں فرمایا:

"اے نبی ؐ تم جانتے تک نہ تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے مگر ہم نے اس وحی کو ایک نُور بنا دیا جس سے ہم رہنمائی کرتے ہیں۔ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتے ہیں"

آغازِ دعوت

جب آیت "وانذر عشیرتک الاقربین" نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اپنے دادا کی اولاد کو خطاب فرمایا اور ایک ایک کو پکار کر صاف صاف کہہ دیا کہ یا بنی عبدالمطلب، یا عباس، یا صفیۃ عمۃ رسول اللہ، یا فاطمۃ بنت محمد، انقذوا انفسکم من النار فانی لا املک لکم من اللہ شیئًا فسئلوا من مالی ما شئتم۔

اے بنی عبدالمطلب، اے عباس، اے صفیہ رسول اللہ کی پھوپھی، اے فاطمہ محمدؐ کی بیٹی تم لوگ آگ کے عذاب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کرو، میں خدا کی پکڑ سے تم کو نہیں بچا سکتا۔ البتہ میرے مال میں سے تم لوگ جو چاہو مانگ سکتے ہو۔

پھر آپؐ نے صبح سویرے صفا کے سب سے اونچے مقام پر کھڑے ہو کر پکارا "یا صباحاہ (ہائے صبح کا خطرہ) اے قریش کے لوگو، اے بنی کعب بن لؤی، اے بنی مرہ، اے آلِ قصی، اے بنی عبد مناف، اے بنی عبدالشمس، اے بنی ہاشم، اے آلِ عبدالمطلب" اس طرح قریش کے ایک ایک قبیلے اور خاندان کا نام لے لے کر آپ نے آواز دی۔

عرب میں قاعدہ تھا کہ جب صبح تڑکے کسی اچانک حملے کا خطرہ ہوتا تو جس شخص کو بھی اس کا پتہ چل جاتا وہ اسی طرح پکارنا شروع کرتا اور لوگ اس کی آواز سنتے ہی ہر طرف سے دوڑ پڑتے۔ چنانچہ حضورؐ کی اس آواز پر سب لوگ گھروں سے نکل آئے اور جو خود نہ آسکا، اس نے اپنی طرف سے کسی کو خبر لانے کے لیے بھیج دیا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا "لوگو، اگر میں تمہیں بتاؤں کہ اس پہاڑ کے دوسری طرف ایک بھاری لشکر ہے جو تم پر ٹوٹ پڑنا چاہتا ہے تو تم میری بات سچ مانو گے؟" سب نے کہا ہاں، ہمارے تجربے میں تم جھوٹ بولنے والے نہیں ہو۔" آپؐ نے فرمایا "اچھا تو میں خدا کا سخت عذاب آنے سے پہلے تم کو خبردار کرتا ہوں۔ اپنی جانوں کو اس کی پکڑ سے بچانے کی فکر کرو، میں خدا کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا۔ قیامت میں میرے رشتہ دار صرف متقی ہوں گے۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے لوگ نیک اعمال لے کر آئیں اور تم لوگ دنیا کا وبال سر پر اٹھائے ہوئے آؤ۔ اس وقت تم پکارو گے یا محمدؐ، مگر میں مجبور ہوں گا کہ تمہاری طرف سے منہ پھیر لوں۔ البتہ دنیا میں میرا اور تمہارا خون کا رشتہ ہے۔ اور یہاں میں تمہارے ساتھ ہر طرح کی صلۂ رحمی کروں گا"

magazine.mohaddis.com

مکّی زندگی کے اہم دَور

پہلا دَور: آغازِ بعثت سے لے کر اعلانِ نبوّت تک تقریباً تین سال، جس میں دعوت خفیہ طریقہ سے خاص خاص آدمیوں کو دی جا رہی تھی اور عام اہلِ مکّہ کو اس کا علم نہ تھا۔

دوسرا دَور: اعلانِ نبوّت سے لے کر ظلم وستم اور فتنہ کے آغاز تک تقریباً دو سال جس میں پہلے مخالفت شروع ہوئی، پھر تضحیک، استہزاء، الزامات، سبّ وشتم جھوٹے پروپیگنڈا اور مخالفانہ جتھہ بندی تک نوبت پہنچی اور بالآخر ان مسلمانوں پر زیادتیاں شروع ہوگئیں، جو نسبتاً زیادہ غریب اور بے یار ومددگار تھے۔

تیسرا دَور: آغازِ فتنہ (۵ نبوی) سے لے کر ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات (۱۰ نبوی) تک تقریباً ۵، ۶ سال، اس میں مخالفت انتہائی شدّت اختیار کرتی چلی گئی۔ بہت سے مسلمان کفارِ مکّہ کے ظلم وستم سے تنگ آکر حبش کی طرف ہجرت کر گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خاندان اور باقی ماندہ مسلمانوں کا معاشی اور معاشرتی مقاطعہ کیا گیا اور اپنے حامیوں اور ساتھیوں سمیت شعبِ ابی طالب میں محصور کر دیے گئے۔

چوتھا دَور: ۱۰ نبوی سے لے کر ۱۳ نبوی تک تقریباً ۳ سال۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کے لیے انتہائی سختی اور مصیبت کا زمانہ تھا۔ مکّہ میں آپؐ کے لیے زندگی دوبھر کر دی گئی تھی۔ طائف گئے تو وہاں بھی پناہ نہ ملی۔ حج کے موقعہ پر عرب کے ایک ایک قبیلے سے آپؐ اپیل کرتے رہے کہ وہ آپؐ کی دعوت قبول کرے اور آپؐ کا ساتھ دے مگر ہر طرف سے کورا جواب ہی ملتا رہا اور ادھر اہلِ مکّہ بار بار یہ مشورہ کرتے رہے کہ آپؐ کو قتل کر دیں یا قید کر دیں یا اپنی بستی سے نکال دیں۔ آخر کار اللہ کے فضل سے انصار کے دل آپؐ کے لیے کھل گئے اور ان کی دعوت پر آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

ہجرتِ حبشہ

قریش کے سردار جب تضحیک، استہزاء، اطماع، تخویف اور جھوٹے الزامات کی تشہیر سے تحریکِ اسلامی کو دبانے میں ناکام ہوگئے تو انھوں نے ظلم وستم، مار پیٹ اور معاشی دباؤ کے ہتھیار استعمال کرنے شروع کر دیئے۔ ہر قبیلے کے لوگوں نے اپنے اپنے قبیلے کے نومسلموں کو طرح طرح سے ستا کر، قید کر کے، بھوک پیاس کی تکلیفیں دے دے کر حتیٰ کہ سخت جسمانی اذیتیں دے کر انھیں اسلام چھوڑنے پر مجبور کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ غریب لوگ اور وہ غلام اور موالی جو قریش والوں کے زیرِ دست کی حیثیت رکھتے تھے بُری طرح پیسے گئے۔ مثلاً

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بلالؓ، عامر بن فہیدہؓ، ام عبیسؓ، زنیرہؓ، عمار بن یاسرؓ اور ان کے والدین وغیرہم ۔ ان لوگوں کو مار مار کر ادھ موا کر دیا جاتا، بھوکا پیاسا بند رکھا جاتا، مکہ کی تپتی ریت پر، چلچلاتی دھوپ میں لٹا دیا جاتا اور سینے پر بھاری پتھر رکھ کر گھنٹوں تڑپایا جاتا جو لوگ پیشہ ور تھے ۔ ان سے کام لیا جاتا اور اجرت ادا کرنے میں پریشان کیا جاتا ۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت خبابؓ بن ارت کی یہ روایت موجود ہے کہ :

" میں مکے میں لوہار کا کام کرتا تھا ۔ مجھ سے عاص بن وائل نے کام لیا، پھر جب میں اس سے اُجرت لینے گیا تو اس نے کہا کہ میں تیری اجرت نہ دوں گا جب تک تو محمدؐ کا انکار نہ کرے "

اسی طرح جو لوگ تجارت کرتے تھے ان کے کاروبار کو برباد کرنے کی کوششیں کی جاتیں اور جو معاشرے میں کچھ عزت کا مقام رکھتے تھے انہیں ہر طریقے سے ذلیل و رسوا کیا جاتا ۔ اسی زمانے کا حال بیان کرتے ہو‌ئے حضرت خبابؓ کہتے ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے سائے میں تشریف فرما تھے ۔ میں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا " یا رسول اللہ اب تو ظلم کی حد ہو گئی ہے آپؐ خدا سے دعا نہیں فرماتے ؟" یہ سُن کر آپؐ کا چہرہ تمتما اٹھا اور آپؐ نے فرمایا " تم سے پہلے جو اہلِ ایمان تھے ان پر اس سے زیادہ مظالم ہو چکے ہیں ۔ ان کی ہڈیوں پر لوہے کی کنگھیاں گھسی جاتی تھیں ۔ ان کے سروں پر رکھ کر آرے چلائے جاتے تھے، پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتے تھے ۔ یقین جانو کہ اللہ اس کام کو پورا کر کے رہے گا یہاں تک کہ وہ وقت آئے گا کہ ایک آدمی صنعا سے حضر موت تک بے کھٹکے سفر کرے گا اور اللہ کے سوا اس کو کسی کا خوف نہ ہو گا ۔ مگر تم لوگ جلد بازی کرتے ہو " (بخاری)

یہ حالات جب ناقابلِ برداشت حد کو پہنچ گئے تو رجب ۵ھ ۴۵ عام الفیل ۔ ۵ نبوی حضورؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ : " اچھا ہو کہ تم لوگ نکل کر حبش چلے جاؤ ۔ وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا اور وہ بھلائی کی سرزمین ہے ۔ جب تک اللہ تمہاری اس مصیبت کو رفع کرنے کی کوئی صورت پیدا کرے تم لوگ وہاں ٹھہرے رہو "

اس ارشاد کی بنا پر پہلے گیارہ مردوں اور چار خواتین نے حبش کی راہ لی ۔ قریش کے لوگوں نے ساحل تک ان کا پیچھا کیا مگر خوش قسمتی سے شعیبیہ کی بندرگاہ پر ان کو بر وقت کشتی مل گئی اور وہ گرفتار ہونے سے بچ گئے ۔

پھر چند مہینوں کے اندر مزید لوگوں نے ہجرت کی ۔ یہاں تک کہ ۸۳ مرد، گیارہ عورتیں اور ۷ غیر قریشی مسلمان حبش میں جمع ہو گئے اور مکے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف ۴۰ آدمی رہ گئے ۔ (مسلسل)

ناشر : حافظ عبدالرحمٰن مدنی ، طابع : چودھری رشید احمد ، مطبع : مکتبہ جدید پریس ۸۴ فاطمہ جناح لاہور
زرِ سالانہ : ۱۵/- روپے ، فی پرچہ ۱/۵۰ روپے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

Regd. No. L. 7895 Phones : 352897 - 851143

Monthly MOHADDIS Lahore-16

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

★ عناد اور تعصب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں ـــــ لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

★ علوم جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقا کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں ـــــ لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

★ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے ـــــ لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا، حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

★ تبلیغ دین اور نشر و اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے ـــــ لیکن حرام و حلال کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی رُوح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

★ آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے ـــــ لیکن

ع جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

★ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ رحمٰن کے اوصاف میں داخل ہے ـــــ لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

◎

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو :

مُحدّث

کا مطالعہ فرمایئے۔ آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزیّن پائیں گے ان شاء اللہ۔ کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

زرِ سالانہ ۱۵ روپے | فی پرچہ ۱/۵۰ روپے